

ایمان و اسلام کا تلازم اور دین اسلام کے تقاضے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَدْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (بقرہ . ۲۰۸)

ترجمہ: اے ایمان والوں داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے (طور پر) اور شیطان کے قدموں پر مت چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

وایضاً قال اللہ عز و جل ان الدین عند اللہ الاسلام (سورۃ ال عمران . ۱۱)

ترجمہ: بیشک اللہ کے ہاں دین جو ہے وہ یہی (اسلام و) مسلمانی ہے

انقیاد و تسلیم: محترم حاضرین! اسلام کا لفظ ”سلم“ سے بنا ہے جس کا معنی سپردن، گردن نہادن، انقیاد و تسلیم کے ہیں ایک فرد جو مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے تو گویا وہ اپنے ظاہر و باطن کو رب کے حوالہ کر دینے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم ہونے اور اسکے ہر حکم کی بجا آوری پرستش کا عہد و پیمان کر کے امن و سلامتی کے دین میں داخل ہونے میں اس پر کار بند رہے گا اس میں اس بندے کے عقل و خرد کا نہ کوئی دخل ہوگا اور نہ کسی حکم خداوندی سے انکار کی جرات کرے گا اسلام میں داخل ہونے کی برکت سے یہ شخص خود بھی دوسرے کے ضرر اور تکلیف سے محفوظ اور دوسرا مسلمان بھی اس کے ایذا سے اپنے کو محفوظ تصور کرے گا۔

ایمان و اسلام کا مفہوم: اور یہی معنی و مفہوم ”ایمان جو امن سے بنا ہے میں بطریقہ اکمل موجود ہے ایمان اور اسلام مسلمان اور مومن کے درمیان فرق جو خالص علمی اور علماء کی تحقیق سے تعلق رکھتا ہے آپ حضرات کو ان ابحاث کی ضرورت نہیں۔

ایمان اور اسلام کا مصداق: بس اتنا جان لیں کہ ایمان کا تعلق ان احکامات سے ہے جن کی دل سے تصدیق کی جاتی ہے۔ اور اسلام کا تعلق ان امور سے ہے جن میں بدن کے اعضاء استعمال کئے جاتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ۔ قرآن و حدیث میں ایمان کی جگہ اسلام اور اسلام کی جگہ ایمان کے الفاظ بھی وارد ہو چکے ہیں بادی النظر میں اسلام اور ایمان میں فرق محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ دونوں ایک دوسرے سے ایسے جڑے ہوئے ہیں کہ ایک کو

دوسرے سے جدا کرنے سے مسلمانی ختم ہو جاتی ہے گویا دونوں کی حیثیت ”یک جان دو قالب“ کی طرح ہے اگر ایک فرد کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ وحدہ لا شریک ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی کا بھی اقرار کرے، مگر ظاہری اعمال ان دونوں شہادتوں کے خلاف ہوں یا ظاہری کردار و اعمال تو اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت ماننے والے کی طرح ہوں مگر اس کا دل ان باتوں کے اذعان و یقین سے خالی ہو، اس کا دعوائے اسلام حقائق پر مبنی نہیں۔

مکمل ایمان کی شرائط: ایمان کی موجودگی اور تکمیل کے لئے اعمال لازمی شرط ہیں، فتنوں اور الحاد سے بھرپور دور میں روشن خیالی بھی ایک عظیم فتنہ سے کم نہیں، بے شمار لوگوں کے قول و تحریر سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حرکات و سکنات، اعمال و کردار میں مسلمانی کا شائبہ تک نہیں ہوتا، مگر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سا کوئی مومن دنیا میں موجود ہی نہیں، اس پر افسوس کے علاوہ اور کیا کیا جائے کہ اعمال تو کفار کے ایمان و اسلام کا ان میں نام و نشان نہ ہو بلکہ کافروں کے شعار اور علامات میں شمار ہوتے ہیں مگر دعویٰ پھر بھی مومن اور مسلمانی کا۔ یہ مسلمانی کوئی ایسا لیلیل تو نہیں کہ ایک دفعہ لگ جائے پھر جی میں جو آئے کرے اور لیلیل پھر بھی لگا رہے گا۔ یہ ایسا تضاد ہے کہ جس کے کھوپڑی میں ذرہ بھر بھی دماغ ہو وہ ایسے حالات کے ہوتے ہوئے کبھی اپنے آپ کو مومنوں اور مسلمانوں کے فہرست میں شامل ہونے پر بعد نہ ہوگا

قربانی و ایثار:

اسلام اور ایمان کے حقیقی مصداق حضور ﷺ کے جان نثار صحابہؓ تھے، جنہوں نے کفر و شرک کے گھٹا ٹپ اندھیروں کو خیر آباد کہہ کر اپنی جان، مال، اولاد و وطن اور اپنے انتہائی پسندیدہ اشیاء کو اللہ اور رسول کی خوشنودی (جو اسلام اور ایمان کا تقاضا تھا) کے لئے قربان کر دیئے، اللہ کے حکم نازل ہوتے ہی اس میں فلسفے، حکمتیں اور کیڑے نکالنے کی بجائے فوراً اس حکم کی تعمیل کرتے۔ اسلام اور ایمان اپنے دعویداروں سے کیا مطالبہ کر رہا ہے

کامل مسلمان: اس کی وضاحت سرکارِ دو عالم ﷺ نے صراحت فرمائی۔

وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلعم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ هذا لفظ البخاری و لمسلم قال ان رجلاً سأل النبی ﷺ ای المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ رحمتِ دو عالم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی ضرر) سے مسلمان محفوظ رہیں اور حقیقی مہاجر وہ ہے جس نے ایسے تمام امور کو چھوڑ دیا جو جن سے رب العالمین نے منع فرمایا ہے یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم نے اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا مسلمانوں میں سے بہتر کون ہے آپ نے فرمایا جسکی زبان اور ہاتھ کے (نقصان) سے مسلمان محفوظ رہیں۔

جامع لائحہ عمل: اس حدیث مبارکہ سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ اسلام اپنے ماننے والوں سے ایک ایسی جامع

و مکمل زندگی گزارنے کا مطالبہ کرتا ہے جسکے ماننے اور تسلیم کرنے والا ایک طرف عقیدے اور عمل کے لحاظ سے اپنے خالق و مالک کا سچا بندہ کہلانے کا مصداق بنے اور اسکے ساتھ ہی وہ انسانیت کے ساتھ مکمل، امن، سلامتی، محبت کرنے کا بھی اعلیٰ ترین نمونہ ہو اور اپنے عمل و کردار سے یہ ثابت کرے کہ وہ امن، امانت، دیانت، اخلاق حسنہ، ہمدردی اور خیر خواہی کا بھی علمبردار ہے اور ان اوصاف و تعلیمات حمیدہ کی وجہ سے کسی کو اس سے خوف زدہ ہونے کا تصور کرنا بھی ناممکن ہو۔ اسلام و مسلمان کی حقیقت تو یہ ہے۔ قرآن کے ذکر کردہ آیات میں جن لوگوں کی خبیث باطن کا ذکر ہے وہ تو آگے ذکر کروں گا۔ اس سے پہلے ہمیں اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیئے تاکہ ثابت ہو جائے کہ آیت میں جن مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اے مومنو! اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ کہیں ہم تو اس مصداق میں شامل نہیں۔

مسلمانوں کی بیماری: بظاہر تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ آج کا مسلمان بھی اسی بیماری میں مبتلا ہے۔ زبان سے تو ایمان کا اقرار مگر عمل اُن لوگوں کا جن کا اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں رگ و ریشہ میں اسلام دشمنی رچی بسی ہے۔ اور اگر اسلام کے بعض احکامات پر عمل کرنا بھی ہو تو سوچتے ہیں کہ اس حکم شرعی پر عمل ہو جسمیں دنیا کا فائدہ ہو۔ اگر کوئی نیکی و دنیاوی اغراض اور فوائد سے ہمارے نظر میں خالی ہو تو اسے نہ کرنے کے حیلے بہانے اور جواز تلاش کرنے میں لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض نادان و بد بخت تو یہ تک کہنے سے بھی نہیں کتر اتے کہ اسلام کا فلاں عمل (معاذ اللہ) میرے سمجھ اور عقل سے بالا اور صحیح نہیں۔ یہی تو منافق کی خاصیت ہے کہ دل میں اور کچھ ہو اور ظاہر میں اپنے آپ کو فادار اور تابعدار ظاہر کرے۔ خواہشات نفس کا تابع ہوتا ہے نفس امارہ بالسوء کا غلام، اور دین کی خود ساختہ بخرے اور تقسیم کر کے اسے اپنے پسند کا تابع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دل نے چاہا عمل کیا دل نے چاہا دینی عمل کو صرف ترک نہ کیا بلکہ اسکے نہ کرنے کے وجوہات اور تاویلات سے اپنے کو دھوکہ دینے میں لگ جاتا ہے۔ ماں باپ مسلمان، مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے اور رہنے کی وجہ سے نام بھی اسلامی مگر باطن میں کفر اور کفری کردار اور غیر مسلموں کے سامنے اپنے آپ کو معتدل اور روشن خیال لوگوں میں شامل کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے والا ہوتا ہے۔

ظاہر و باطن میں یکسانیت: اسی نفاق کے عقیدہ اور عمل کی نفی کرتے ہوئے خطبہ کے ابتداء میں جو آیت میں تلاوت کر دی رب کائنات نے فرمایا۔ یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ یعنی مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ عقیدہ، عمل، ظاہر و باطن میں صرف اسلامی احکام کی تابعداری کو شعار بناؤ۔ منافقین کی تابعداری نہ کرو کہ ظاہر میں کلمہ طیبہ پڑھو رب لا شریک کے یکتا ہونے کی گواہی دو مگر باطن میں جب بھی بس چلے اسلام اور مسلمانوں کو اپنے شرارتوں سے تکلیف پہنچانے کے عمل میں سب سے آگے ہو۔

ذہنی کجروی کے برے اثرات: معزز سامعین! یہاں لگا تار تین آیات مبارکہ رب العزت نے نازل فرمائے پہلے آیت کا خلاصہ یہ کہ منافق ظاہری طور تسمیں اٹھا کر مسلمانوں کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ باطنی

طور پر مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔ ہر ایسے قبیح عمل میں زور و شور سے شریک رہتا ہے جس میں مخلص مومنوں کے جان و مال عزت و آبرو کو نقصان پہنچے اور اسکی ذہنی و فنی کج روی اور تکبر اسے ہر اس گناہ پر آمادہ کرتا ہے۔ جسے اسلام نے سختی سے منع کر دیا ہے ایسے شخص کو جہنم میں بدترین جگہ نصیب ہوگی

کامل الایمان کی نشانی:

دوسری آیت میں مخلص مسلمان کی حقیقت رب کائنات بیان فرما رہے ہیں کہ ایسے کامل الایمان کی نشانی یہ کہ طلب دین کیلئے اپنے تمام مال و دولت حتی کہ جان تک کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ میں آپ حضرات کو ان اللہ اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة (سورہ التوبہ آیت ۱۱۱)

”اللہ تعالیٰ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے“

کے ضمن میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ کہ ارحم الراحمین کا اپنے بندے کے ساتھ کیا ہی عجیب معاملہ و سودا ہے کہ اپنے بندے کا نفس، مال و دولت سب کچھ جو در حقیقت اللہ ہی کا ہے اسے خوشی کیلئے بندہ نے خرچ کر دیا اسکے بدلے اعلیٰ ترین انعام جنت کی صورت میں دیتا ہے جنت کا بھی وہی ذات باری مالک اور اسکے بدلے بندہ جو کچھ دیتا ہے وہ بھی اللہ کی ملکیت۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور فرد بشر اس قسم کے احسان و شفقت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ قطعاً نہیں۔ یہ صرف اُسی ذات وحدہ لا شریک لہ کی خصوصیت ہے یہ اپنے فرمانبردار بندوں پر اس قدر مہربان ہیں۔ اوائل وعظ میں تلاوت کردہ آیت جو ان مسلسل تین آیات میں تیسری آیت ہے کہ ظاہر و باطن، دل کے یقین اور اعمال میں ان احکامات کی بجا آوری کرنا ہے جو اسلام کے حدود کے اندر ہوں۔ اس میں انسانی عقل رائے ذہنی، حق کو باطل اور باطل کو حق کہنے کا دخل نہیں۔ ماننا ہے تو ان تمام احکامات کو ماننا ہے جسکا اسلام حکم دیتا ہے اور بچتا ہے تو ہر اس عمل سے جس سے بچنے کا اسلام نے حکم دیا ہے۔

حقوق العباد کی فکر:

ہم جس فطری اور عالمگیر مذہب کے مقلد ہیں اس میں نہ صرف عبادات بلکہ معاشرت، معاشریات، حکومت چلانے کے طریقے، مسلمان اور دین پر چلنے والے ارباب اختیار کے حقوق، رعیت کے مملکت اور حاکم پر ذمہ داریاں، والد کا بیٹے پر حق، اولاد کا والدین کے حقوق کا اہتمام، خاوند اور بیوی کا آپس میں تعلقات و حقوق، مزدور کا خانداندار کا ایک دوسرے کے ساتھ سلوک اور طریق کار کا تعین واضح طور پر موجود ہے گویا آیت یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ میں مالک الملک جل جلالہ قرآن کے مخاطبین کو متنبیہ فرما رہے ہیں کہ اسلام کے تعلیمات و احکام خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ سے بھی ہوں ظاہری اعضاء سے ان کا تعلق ہو یا باطن سے۔ جب تک ان تمام احکامات کو دل کی سچائی سے قبول نہ کرو گے اپنے آپکو مسلمان کہلوانا اپنے نفس کو دھوکہ دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اگر اور مذاہب سے

بے نیاز ہونا چاہئے ہو تو اسکا اہم نسخہ اسیر یہ ہے کہ اسلام کے تعلیمات ہر مسلمان کا مقصد اعلیٰ ہو کہ اسکو تمام و کمال سے حاصل کرنا ہے بعض کج فہم لوگوں کا یہ تصور حق پر مبنی نہیں کہ اسلام صرف مسجد و عبادات تک محدود ہے۔ وہ خدا کے بندے معاشرت اور معاملات کو اسلام کا حصہ سمجھنے سے انکاری ہیں۔

ذرائع ابلاغ کی دریدہ دہانیاں:

محترم دوستو! آج ہمارے معاشرہ کی یہی کیفیت ہے۔ نام و نہاد دانشور، روشن خیال اپنے آپ کو مسلم معاشرہ کا اہم فرد اور عقل کل سمجھنے والے اپنے تحریرات، ذرائع ابلاغ اور فنی مجالس میں اسلام کے بارے میں عجیب و غریب یا وہ گوئی کرتے ہوئے دیندار طبقہ اور علماء کو اپنے تیر کے نشانہ پر رکھے ہوئے ہیں کہ علماء اور مسلمان کا تعلق تو صرف مسجد محراب نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سے ہونا چاہیے۔ عورتوں کے پردہ، سود حدود، تجارت، نظام عدل، سیاست، فحاشی، عریانی کے احکامات کی اپنی من مانی اور خواہش کے مطابق تاویل میں کر کے اسے اسلام ہی نہیں سمجھتے اور نہ ان جیسے لاتعداد نصوص قطعیہ سے ثابت شدہ حلال و حرام سے متعلقہ احکامات میں اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے ہدایات پر عمل کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اور اس عالم دنیا میں اپنے بے اصل آراء پر اڑے ہوئے ہیں۔

اجتماع ہوا کا وبال:

مسلمانوں کی یہی بد قسمتی ہے جس پر ہمیں اللہ کے حضور گڑگڑا کر روتے ہوئے مغفرت مانگنی چاہیے کہ دین پر عمل کرنے کیلئے اپنا اپنا معیار ہر فرد نے مقرر کیا ہوا ہے بنی اسرائیل یعنی یہودیوں، نصاریٰ کی طرح جو حکم مزاج کے مطابق ہوتا ہے اسی کو اسلام سمجھتے ہیں۔ اور جو حکم شرعی اپنے اپنے معیار اور رسم و رواج سے منافی ہوا گرچہ اکہیں بے دین لوگوں سے مشابہت اور انکی اتباع ہو۔ پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں اسی بے راہ روی کی مذمت کرتے ہوئے مالک حقیقی نے بنی اسرائیل کے بارہ میں فرمایا: **اَفْتُوْهُمْ مِّنْ بَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ لَّمَّا جَزَاءٌ مِّنْ يَّفْعَلُوْا ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا حِزْبًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا لِلّٰهِ بِغَافِلٍ عَمَّا فَعَمَلُوْنَ** (بقرہ۔ ۸۵) ترجمہ: کیا تم ماننے ہو بعض کتاب کو اور نہیں ماننے بعض کو۔ پس (اس کے علاوہ) کوئی سزا نہیں اسکی جو تم میں یہ کام کرتا ہے (ماسوائے) رسوائی دنیاوی زندگی میں اور قیامت کے دن (کہ) پہنچائے جاوین سخت عذاب میں اور اللہ جل جلالہ بے خبر نہیں تمہارے اعمال سے۔

یہود و نصاریٰ کا وبال:

خلاصہ آیت یہ کہ دین، مذہب اور شریعت پر من و عن عمل ضروری ہے یہ ایمان کی علامت نہیں کہ بعض احکامات کو ماننے اور بعض کو ایمان کا جزو ماننے سے انکار کرے۔ دنیوی مفاد پر اپنے آخرت کو قربان کر کے، اللہ کے بعض حکموں پر عمل سے نجات کا حاصل کرنا ممکن ہی نہیں۔ یہودیوں کے ان مکاریوں، چالاکوں اور مذہب کو مذاق بنانے میں اُن کا یہ عمل

بھی انتہائی مذموم اور شرمناک ہے کہ اپنے نبی پر نازل جس کتاب کا حکم انکے مقصد اور مفاد کے خلاف ہوتا اسے لوگوں کے سامنے پیش کرنے سے کتر کر چھپانے کی کوشش کرتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

وعن عبد اللہ بن عمر ان اليهود جاؤا الى رسول اللہ ﷺ فذكروا له ان رجلا منهم والمرأة زنيا فقال لهم رسول اللہ ﷺ ما تجدون في التوراة في شان الرجم قالوا نفصحههم ويجلدون قال عبد اللہ بن سلام كذبتم ان فيها الرجم فاتوا بالتوراة فنشروها فوضع احدہم يده على آية الرجم فقرأ ما قبلها وما بعدها فقال عبد اللہ بن سلام ارفع يدك فإزا فيها آية الرجم فقالوا صدق يا محمد فيها آية الرجم فأمر بهما النبي ﷺ فرجما الخ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ (ایک دفعہ) یہودیوں کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنے قوم کے ایک مرد و زن کے زنا کا ذکر کیا (جبکہ دونوں شادی شدہ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم نے رجم کے بارہ میں (اپنے کتاب) توراة میں پڑھا ہے۔ یہودیوں نے کہا ہم زنا کرنے والوں کو ذلیل و رسوا کر کے کوڑے مارتے ہیں۔ (مجلس میں عبداللہ بن سلام جو توراة کے ماہر تھے بیٹھے تھے سن کر) کہا کہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو توراة میں بھی رجم کا حکم موجود ہے اور کہا توراة لاؤ تم کو توراة میں رجم کا حکم بتاتا ہوں جب توراة لا کر کھولا گیا تو یہودیوں میں ایک شخص نے خود اپنے ہاتھوں سے رجم کی آیت چھاننے کی کوشش کی اور اس سے اگلی اور پچھلی آیات سنائی شروع کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے اس کو آیت سے ہاتھ ہٹانے کا کہا جب ہاتھ اٹھایا سب نے دیکھا۔ جس میں رجم کا ذکر تھا وہ آیت موجود تھی۔ یہودیوں نے اقرار کیا کہ عبداللہ بن سلام سچے ہیں آیت میں رجم کا ذکر ہے مگر ہم آپس میں اسکو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ آج بھی اسلامی تعلیمات و احکامات کی شیطانی خواہشات کے مطابق تشریح، تحریف و تلمیس کیلئے دین سے بے زار طبقے سرگرم ہیں۔ اسی گمراہی کی وجہ سے آج بھی کئی مسلمان جس طرح چاہیں تجارت کرتے ہیں۔ حرام و حلال کی بحث کو مولوی کی تنگ نظری کا نام دیتے ہیں اگر قرآن و حدیث کے حوالہ سے سود کی حرمت بیان کرے اس استحصالی نظام کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو یہ عناصر فوراً اعلان کر دیتے ہیں کہ ملا ملک کی اقتصادی ترقی کا دشمن ہے۔

اسلام کا اہم ترین فریضہ:

اگر جہاد جو اسلام کا اہم ترین فریضہ جسکے ذریعہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اپنے دفاع کے راہ میں خدا کے باغیوں اور دین کے دشمنوں کی تیغ کشی ہوتی ہے نام لیا جائے تو عالم کفر کے اشاروں اور دہاؤ کی وجہ سے اس اعلیٰ ترین عبادت کو (نعوذ باللہ) فساد فی سبیل اللہ اور دہشت گردی کا نام دیکر اسکی توہین و تحقیر کی جاتی ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے کبر و ہرور و نما محمد رسول اللہ ﷺ پر ملاء اعلان فرما چکے ہیں کہ جس مؤمن کے دل میں جہاد کا جذبہ نہ ہو وہ منافق کی طرح ہے۔

وعن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من مات ولم يغزو ولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق (رواہ مسلم) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ جو شخص مومن مرا اور جہاد نہ کرے اور نہ (زندگی میں) اس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال گزرا۔ تو اس کی موت نفاق پر ہوگی۔

آج دنیا کے تمام کفار جہاد کا سن کر ان پر کچھی طاری ہو جاتی ہے ان کفار سے تو شکایت نہیں افسوس ان برائے نام مسلمانوں پر جنہوں نے جہاد دشمن قوتوں سے مفادات حاصل ہونے کی خاطر اپنے دین کے اس عظیم عبادت کا نام تک لیٹا برداشت نہیں کرتے۔

تکمیل دین کا اعلان:

خدا کے بندو! جس نبی کے آپ حضرات امتی بن کر ان سے محبت کے دعوے بھی کر رہے ہوں انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے باہر کت میدان میں تقریباً سوالا کھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے خطاب کرتے ہوئے دین کی جامعیت کے بارہ میں اللہ کا یہ فرمان ذکر فرمایا۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا (المائدہ: ۳) ترجمہ: ”آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین“

اسلام دین کا مکمل:

یعنی اپنے دین کو ان قوموں کے ادیان پر قیاس نہ کرو۔ جن میں بعض تصورات، توہمات اور دو چار اعمال کے علاوہ اور کوئی پابندی نہیں بلکہ بے لگام آزادی سے اپنے مقدس دین کو ان کے خود ساختہ ادیان پر قیاس کر کے اپنے دنیا و آخرت کے زیاں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اللہ کے ماننے والو اسلام کا مکمل، جامع اور فطرت اور قیامت تک وجود میں آنے والے ہر دور کیلئے قابل عمل اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا یہی حقیقی دین ہے۔ اگر ذلت، رسوائی، مظلومیت اور اللہ کے قہر و غضب سے بچنے کے خواہشمند ہو۔ شیطان کے راستے پر چلنے کو چھوڑ کر اس میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اپنے خواہشات کی اتباع میں نجات نہیں بلکہ ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے خواہشات کو دین کے تابع کر کے اللہ و رسول کے احکامات کو اپنا منشور اور فریم ورک بنا دو۔ اگر اپنے بربادی سے بچنے کیلئے ہدایت پسندوں کے آراء اور منصوبوں سے متاثر ہو کر ان کے ہم پیالہ و مشرب بننے کی خواہش ہو پھر مزید آفات و مصائب کا امت کو سامنا کرنا پڑے گا۔

مالک ارض و سماء ہم سب کو اللہ و رسول کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق دے کر ہر قسم کے فتنوں اور مصائب سے محفوظ رکھے۔ آمین